ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

نوآبادیات رجحان ساز نظریہ کا پس منظر: تحقیقی جائزہ

Background to Colonialism Theory: A Research Review

☆**حافظ تصدق محمود**: پی ایچ ڈی سکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

Abstract

The process of a powerful country establishing its own government by abolishing the government of another country outside its territory and strengthening its economy by exploiting the rights of the local people is called Colonialism. Colonialism is applied to any process by which a powerful nation dominates a weaker nation and considers it its right to exploit its resources. According to this definition, gaining power over a subjugated nation of any region or any country is called Colonialism which does not differ in any way from the normal government process. The process of many European powers settling outside of Europe for economic and military benefits is called Colonialism. Colonialism is definitely the result of imperialism, but it is not synonymous with it. Colonialism could be a possibility of imperialism, and it is not necessary that imperialism and colonialism must always coexist. The difference between imperialism and colonialism is historical. Imperialism is a product of the Middle Ages and colonialism is a product of modern times. The medieval period was economically based on feudalism and the economic system of the modern era is characterized by capitalism. Therefore, the values, morals, customs, rules and regulations of both feudalism and capitalism are different. The common thing among both is that the wealth is concentrated in the upper classes. This wealth is not created by their own labor, but collected by taxing the laborers' earnings or by directly robbing them. Another difference is that the emperor does not see any problem in the lavish distribution of wealth, but the colonists do not like such extravagance, simply because they cannot afford it. Because the colonizer has a capitalist ideology, he keeps increasing the wealth and keeps track of each and every penny. Because of this difference, the medieval imperialism formulates a special concept of human effort in its concept. In medieval imperialism, the pursuit of ranks, prestige, status, and fame is central, while wealth is of secondary importance. In Colonialism, the values are contrary to that of medieval imperialism.

Keywords: Exploitation, domination, capitalism, resources, power.

تعارف

کسی طاقتور ملک کا اپنی سرحد سے باہر کسی دوسرے ملک کی حکومت کو ختم کر کے وہاں اپنی حکومت مستحکم کرنا اور مقامی لوگوں کے حقوق کا استحصال کر کے اپنی معیشت کو مضبوط کرنا نوآبادیات کہلاتا ہے۔ استعمار کا اطلاق ہر ایسے عمل پہ ہوتا ہے جس کے ذریعے ایک طاقتور قوم کسی کمزور قوم پر غلبہ پا کر اس کے وسائل پر تصرف کو اپنا حق سمجھتی ہے۔ اس تعریف کے مطابق کسی بھی خطے کی محکوم قوم یا کسی بھی ملک پر اقتدار حاصل کرنے کو نوآبادیات کہا گیا ہے جو عام حکومتی عمل سے کسی بھی طرح مختلف نہ ہو۔ بہت سی یورپی طاقتوں نے اپنی آبائی ریاستوں سے معاشی اور عسکری فوائد کے لیے یورپ سے باہر جو سکونت اختیار کی اسے نوآبادیات کہا جائے گا۔ نوآبادیات امپیریلزم کا نتیجہ ضرور ہے لیکن اس کا مترادف ہر گز نہیں۔ یہ بھی ضروری نہیں جہاں امپیریلزم ہو وہاں کولونیل ازم بھی لازمی ہو۔ نوآبادیات امپیریلزم کا ایک امکان ہے حقیقت نہیں۔ امپیریلزم اور نوآبادیات میں دوسرا فرق تاریخی ہے۔ امپیریلزم عہد وسطی کی پیداوار ہے اور نوآبادیات جدید زمانے کی۔ عہد وسطی معاشی اعتبار سے جاگیرداریسے عبارت تھا اور جدید عہد کا معاشی نظام سرمایہ داریت سے۔ لہذا دونوں کی اقدار، اخلاقیات، رسمیات اصول مختلف تھے۔ دونوں میں یہ بات تو مشترک ہے کہ دولت کا ارتکاز اعلی طبقات میں ہوتا ہے اور اعلی طبقات یہ دولت اپنی محنت سے پیدا نہیں کرتے محنت کشوں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

کی کمائی پر ٹیکس لگا کر یا براہ راست لوٹ کر جمع کرتے ہیں۔ایک فرق یہ بھی ہے کہ شہنشاہ دولت کی شاہانہ انداز میں تقسیم میں حرج نہیں دیکھتا مگر نو آبادکار اس طرح کی عیاشی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔نو آبادکار چونکہ سرمایہ دارانہ آئیڈیالوجی کا حامل ہوتا ہے اس لیے وہ دولت میں مسلسل اضافہ کرتا جاتا ہے اور پائی پائی کا حساب رکھتا ہے۔اس فرق کی وجہ سے عہد وسطیٰ کا امپیریلزم انسانی سعی کا ایک خاص تصور وضع کرتا ہے اس تصور میں منصب، وقار، مرتبے، شہرت کی جستجو کو مرکزیت ہوتی ہے ان کے مقابلے میں دولت کو ثانوی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔نو آبادیات میں یہ درجہ بندی الٹ ہوتی ہے۔

نو آبادیات کا پس منظر

قدیم زمانہ میں یونانیوں اور رومیوں کا خیال تھا کہ وہ دوسری اقوام مثلاً ایرانیوں، مصریوں اور جرمنوں سے شکل وصورت اور ذہنی لحاظ سے فطری طور پر اعلیٰ ہیں۔ان نظریات کو تقویت ارسطو(Aristotle (384BC -322BC [1] کے اس نظریہ سے ملی جس میں اس نے کہا کہ کچھ لوگ فطرت کی جانب سے غلام پیدا ہوتے ہیں تاکہ وہ یونانیوں کی خدمت کر سکیں۔[2]

اسی طرح قدیم زمانے میں جس دوسری قوم نے دوسروں کو کم تر اور خود کو اعلیٰ تصور کیا وہ یہودی Jews[3] تھے۔وہ دوسری اقوام کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ انہیں انسانی درجہ بھی نہیں دیتے تھے۔جیسے جیسے کالونی کا درجہ بڑھتا گیا ایسے ایسے نو آبادکار جارحانہ رویہ اختیار کرتے گئے اور مقامی لوگوں کے خلاف انتقامی کاروائیاں تیز ہو گئیں۔نو آبادکاروں کو مسلح کر کے مقامی لوگوں کے ساتھ لڑایا گیا چونکہ مقامی لوگوں کو بادشاہ کی رعایا قرار دے دیا گیا تھا اس لیے ان کی ہر مزاحمت کو بغاوت کا نام دیا گیا اور ایسی تمام بغاوتوں کو سختی کے ساتھ کچل دیا گیا۔چونکہ ان مقامی لوگوں کا نہ حق ملکیت تسلیم کیا گیا اور نہ انہیں قوم مانا گیا اس لیے ان کے خلاف رسمی طور پر بھی نہ کوئی اعلان جنگ ہوا اور نہ ہی ان سے کسی قسم کے معاہدے کیے گئے۔

ماہر علم بشریات Anthropology [4] اور مؤرخین نے مقامی باشندوں اور ان کے معاشرہ پر لاتعداد کتابیں لکھیں جن میں انہیں "جدید زمانے میں پرانے لوگ" کہا گیا اور ان کے خلاف نسل پرستی کے جذبات کو ہوا دی گئی۔اکثر دائیں بازو کی جماعتوں کا خیال ہے کہ انہیں کسی جزیرے پر جمع کر کے بم سے اڑا دیا جائے اور حقیقتاً ایسا کیا بھی گیا ہے جب 1952ء سے 1965ء تک برطانیہ نے اپنے جوہری ہتھیاروں کو جنوبی آسٹریلیا Commonwealth of Australia [5] میں ٹیسٹ کیا جس کے نتیجے میں تقریباً پانچ سو مقامی باشندے ہلاک ہوئے۔

---

[1] ۔ ارسطو: یونانی فلسفی، سائنسدان اور عوامی مفکر۔اگر مذہبی شخصیات کو شمار نہ کیا جائے تو دنیا پر ارسطو کا اثر کسی بھی اور فرد کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔یہ تھریسی ساحل کے ایک چھوٹے سے قصبے ستاگرا میں ایک طبیب نکوماکس کے گھر پیدا ہوا۔

[2] ۔ 1900ء کے عشرے میں جس طرح کپلنگ غیر برطانوی لوگوں کو فطری غلام محسوس کیا اسی طرح ارسطو بھی اہل مشرق کو یہی سمجھتا تھا۔

[3] ۔ خدا کے ساتھ ایک معاہدے یا خصوصی تعلق کے تصور کی بنیاد پر ایک جداگانہ شناخت قائم رکھنے والے لوگوں کا گروہ۔ان کا ماخذ کم از کم تین ہزار سال قبل مسیح تک جاتا ہے۔لفظ Jew پانچویں صدی قبل مسیح میں یہودیہ کے لوگوں کے لیے استعمال ہوا۔یہ عبرانی زبان کے لفظ یہودی اور یونانی کے ioudaios سے ماخوذ ہے۔یہودیائی لوگ اسرائیلیوں کی اولاد تھے جن کا ماخذ ابہام کی دھند میں لپٹا ہوا ہے۔

[4] ۔ بشریات: انسانی زندگی اور ثقافت کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ علم بشریات کہلاتا ہے۔

[5] ۔ جزیرہ براعظم جو ایشیا کے جنوب مشرق میں تسمانیہ جزیرے کے قریب واقع ہے۔براعظم کے شمال میں تیمور سمندر، ارافور سمندر، مشرق میں کورل سمندر اور تسمانی سمندر، جنوب میں Bass آبنائے جبکہ مغرب میں بحر ہند ہے۔

ایسا ہی ایک نظریہ نظریہ ارتقاء [6] اٹھارہویں صدی میں ڈارون چارلس رابرٹ Darwin , Charles Robert (1809-1882)[7] نے پیش کیا۔1843ء میں اصل الانواع کا مسودہ شائع ہوا جس میں چارلس ڈارون نے لکھا۔

The extinction and survival of different species of animals also depends on the conditions in which they were born and brought up. After passing through this process, there is a difference in the development in such a way that the physical structure and appearance of these animals do not remain the same, but some changes occur in it. Man has acquired his present appearance and physical structure after passing through experimental stages. I think that man used to be completely different from his present condition in terms of his present appearance and physical structure.

نوع حیوانات کی مختلف نسلوں کی فنا و بقاء کا انحصار ان حالات پر بھی ہوتا ہے جن میں انہوں نے جنم لیا ہوتا ہے اور پرورش پائی ہوتی ہے موسم، آب و ہوا، ماحول اور قوت ان کی نشو و نما ارتقاء پر اثر انداز ہوتے ہیں۔صدیاں گزرنے کے بعد اس عمل نشو و نما پر کچھ اس طرح فرق پیدا ہوتا ہے کہ ان حیوانات کی جسمانی ساخت اور شکل و صورت پہلے جیسی نہیں رہتی بلکہ اس میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان تبدیلیوں اور تغیرات کی ذمہ داری طاقت اور حالات پر عائد ہوتی ہے۔انسان نے اپنی موجودہ شکل و صورت اور جسمانی ساخت تجرباتی مراحل سے گزرنے کے بعد حاصل کی ہے۔میرا خیال ہے انسان نے اپنی موجودہ شکل و صورت اور جسمانی ساخت کے لحاظ سے اپنی موجودہ حالت سے قطعی مختلف ہوا کرتا تھا۔[8]

ڈارون کے نظریات سے دو سو سال قبل سولہویں صدی میں یورپین ممالک نے دوسرے ممالک تک رسائی حاصل کرنے کے لیے تگ و دو شروع کر دی تھی۔امریکہ کی دریافت کے تھوڑے سے عرصے بعد سپین نے جنوبی امریکہ پر فتح کے دروازے کھولے۔ سپین کے بعد ہالینڈ اور برطانیہ نے بھی دنیا کے دوسرے خطوں کو فتح کر کے وہاں اپنی کالونیاں بنانے کا منصوبہ بنایا۔انیسویں صدی میں برطانیہ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے طور پر سامنے آیا۔ جنوبی ایشیا سے لاطینی امریکہ Latin America [9] تک برطانیہ نے تمام قدرتی وسائل کو اپنی تحویل میں لے لیا۔یورپین لوگ دوسری اقوام کو اپنے سے کم تر اور ان سے جانوروں جیسا سلوک کرتے تھے اور اس کی بنیاد ڈارون کے نظریے نے رکھی۔اس نے یورپین لوگوں کو سب سے اعلیٰ قرار دیا تو طاقتور قومیں ادنیٰ قوموں پر چڑھ دوڑیں۔اس کی بہترین مثال ملکہ وکٹوریہ (Victoria)[10] ہے جو ڈارون کے نظریات کی قائل تھیں لیکن کلیسا (Church of England)[11] کی مخالفت مول لے کر اسے سر کا خطاب دینے سے ساری عمر ہچکچاتی رہیں۔[12]

---

6 ۔ پیچیدہ عمل جس کے تحت زندہ نامیاتی اجسام کے اوصاف کئی پشتوں کے دوران تبدیل ہوتے ہیں۔

7 ۔ برطانوی سائنس دان جس نے جدید نظریہ ارتقا کی بنیاد رکھی اور نظریہ تقلیب (The theory of transformation) میں بھی حصہ ڈالا ۔ یہ ایک فطرت پسند (Naturist) تھا لیکن فطرت کی توضیح و تعبیر کا ایماندارانہ، غیر متعصبانہ اور دینیات سے پاک جذبہ رکھتا تھا۔

8 ۔ بارا، بشیر حسین، استعماری تاریخ کے سیاہ اوراق، لاہور، اذان سحر پبلیکیشنز، 2005ء، ص35

9 ۔ وسیع تر مفہوم میں امریکہ کے جنوب میں سارا مغربی نصف کرہ۔نسبتاً تنگ مفہوم میں شمالی و جنوبی امریکہ کے ان ممالک پر مشتمل ہے جنہوں نے سپین، پرتگال اور فرانس کی کالونیوں سے تشکیل پائی۔انہوں نے لاطینی سے ماخوذ زبانیں استعمال کیں اس لیے لاطینی امریکہ کی اصطلاح نئی دنیا کے ان علاقوں پر لاگو کی گئی جو انہوں نے آباد کیے تھے۔

10 ۔ پورا نام الیگزینڈر رینا وکٹوریہ، برطانیہ عظمیٰ اور آئرلینڈ کی متحدہ بادشاہت کی ملکہ (1837ء-1901ء) اور ہندوستان کی ملکہ (1876ء-1901ء)

11 ۔ اینگلیکن چرچ۔انگلینڈ کا مسیحی کلیسیا جو اس ملک میں عیسائیت متعارف ہونے کے وقت قائم کیا گیا۔ابتدائی انگلش کلیسیا کی رسم اور نظم و ضبط کافی حد تک کیلٹک اور گالک مبلغین اور راہبوں کی دین تھا لیکن سینٹ آگسٹائن کی روم سے آمد کے بعد کیلٹک کی جگہ آہستہ آہستہ رومن مغرب کی صورت نے لے لی۔

12 ۔ بارا، بشیر حسین، استعماری تاریخ کے سیاہ اوراق، لاہور، اذان سحر پبلیکیشنز، 2005ء، ص36

نوآبادکاروں نے ڈارون کے نظریہ طاقتور کی بقا [13] کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا اور ثابت کیا کہ صرف سفید فام ہی دنیا کے فطری حکمران ہیں۔ یورپی ارتقا کے عمل میں دوسری قوموں سے آگے ہیں اور جب چھوٹی اقوام تباہ ہو جائیں گی تو صرف سفید اقوام اس جدوجہد میں باقی بچیں گی۔ اس لیے سفید اقوام نے تہذیب کے نام پر ریڈ انڈین [14] Red Indians [15] اور آسٹریلیا کے مقامی باشندوں کا قتل عام کیا۔

ایڈورڈ سعید Saeed Edward [16] کی اس نظام کے متعلق اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

نوآبادیاتی حکمران مقامی باشندوں کے ماضی بعید سے دلچسپی یہ ثابت کرنے کے لیے ظاہر کرتے ہیں کہ ان کا کلچر مردہ ہو چکا ہے، وہ معاصر دنیا میں کلچر سے محروم ہیں۔ مقامی باشندوں میں یہ نفسیاتی ایقان پیدا کرنے کے بعد انہیں مہذب بنانے کا منصوبہ شروع کیا جاتا ہے۔[17]

نوآبادیات دراصل ایک نظریہ اور رجحان ہے جس کے تحت طاقت ور قومیں جب مفتوح اقوام پر قبضہ کر لیتی ہیں تو سیاسی و سماجی، ذہنی اور معاشرتی و ثقافتی نظام پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے وہ ان کی زبان کی اہمیت ختم کرتے ہیں کیونکہ زبان ہی کسی قوم کو اپنے قبضے میں کرنے کا سب سے بڑا آلہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنا احساس برتری جتاتے اور اس کو لاگو کرنے کی کوشش جاری رکھتے ہیں۔ اپنی ریشہ دوانیوں سے اقتدار کو بھی وسعت دیتے جاتے ہیں جو اس سارے کھیل کا خلاصہ ہے۔ جدید نوآبادیات کا آغاز 1500ء میں اس وقت ہوا جب یورپی اقوام نے افریقہ اور امریکہ میں اپنی تجارتی منڈیوں کے لیے نئے سمندری راستے دریافت کیے اور اس سے طاقت کا محور بری کی بجائے بحری راستے بن گئے۔ اس دور میں فرانسیسی، انگریزی، پرتگالی، ولندیزی Dutch اور اسپینی قومیں ابھریں اور انہوں نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر فتوحات حاصل کرنا شروع کیں۔ اس طرح پوری دنیا میں فتوحات، قبضے اور نوآبادیاں قائم ہونا شروع ہوئیں۔ ہندوستان زمانہ قدیم سے ہی بیرونی حملہ آوروں کے لیے کشش کا باعث رہا اس حوالے سے بالخصوص آریاؤں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ سینکڑوں سال تک ان کے قبائل یہاں آکر آباد ہوتے رہے اور ثقافت کو متاثر کرتے رہے۔ ساتویں صدی عیسوی میں مسلمانوں نے مغرب میں ایشیائے کوچک، شمالی افریقہ، ہسپانیہ اور مشرق میں عرب و عجم اور افغانستان کو فتح کر کے وہاں اسلامی تعلیمات کو رواج دیا۔ سولہویں صدی عیسوی میں انگریز تجارت کی غرض سے ہندوستان آئے اور وقت کے ساتھ ساتھ حکومت بھی حاصل کر لی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے لیے جنگ پلاسی مالیہ وصول کرنے کا ذریعہ بنی اور وہ دوسرے علاقوں بہار، اڑیسہ اور بنگال میں اور زیادہ مستحکم ہو گئی جس سے ہندوستان کی سیاست پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ یوں آہستہ آہستہ ہندوستان برطانوی نوآبادیات میں تبدیل ہو گیا۔

دنیا کی بڑی بڑی نوآبادیات میں سے چند ایک معروف نوآبادیات کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

انڈونیشیا Republic of Indonesia

---

[13] ۔ڈارون نے لکھا کہ اس نے جہد للبقاء(Struggle for existence) کی اصطلاح کو ایک وسیع اور استعاراتی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔

[14] ۔ شمالی امریکہ کے دیسی باشندے جو پندرھویں صدی میں یورپیوں کی آمد سے قبل ہزاروں برس سے براعظم پر آباد تھے۔

[15] ۔ کرسٹوفر کولمبس اور دیگر یورپی سیاح جب امریکہ پہنچتے تو یہی سمجھے کہ وہ ایشیا میں پہنچے ہیں جسے ہسپانیوں نے انڈیز کہا۔ انہوں نے مقامی لوگوں کو indios کا نام دیا جو بعد میں انڈین یا ہندی ہو گیا۔

[16] ۔ ایڈورڈ سعید، فلسطینی امریکی مصنف اور معلم جس نے اپنی تحریروں اور لیکچرز کے ذریعے عربوں کو دیکھنے کے مغربی انداز اور مشرق وسطی میں یو ایس اے خارجہ پالیسی کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ سعید یروشلم کے ایک خوشحال فلسطینی عیسائی گھرانے میں پیدا ہوا 1947ء میں فلسطین کی تقسیم پر اس کا خاندان قاہرہ چلا گیا۔ اپنی کتاب Orientalism کے لیے خاص طور پر مشہور ہے دیگر کتب اس کے علاوہ ہیں۔

[17] ۔ایڈورڈ سعید، شرق شناسی، (مترجم: محمد عباس)، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان 2012ء، صفحہ 4

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

انڈونیشیا ہالینڈ کا نو آبادیاتی رہا ہے جس نے انڈونیشیا کے مختلف حصوں پر دو سے ڈھائی سو سال حکومت کی اور عیسائیت کی خوب اشاعت کی۔انڈونیشیا کے چین کے ساتھ پرانے تجارتی تعلقات تھے ولندیزی دور میں چینی تاجروں کی سرپرستی کی گئی اور انہیں بہت زیادہ مراعات دی گئیں ۔ولندیزیوں کی سیاسی غلامی،عیسائیت کی تبلیغ اور چینیوں کی اقتصادی اجارہ داری نے انڈونیشیا میں سیاسی بیداری پیدا کی،آزادی کی تحریکیں قائم رہیں حتی کہ دوسری جنگ عظیم کی ابتداء ہوگئی اور جاپان نے انڈونیشیا پر قبضہ کر لیا اور یہ قبضہ 14 اگست 1945ء تک قائم رہا۔اتحادیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دینے کے بعد احمد سوکارتو نے آزادی کا اعلان کر دیا۔

ملیشیا Malaysia

ملیشیا کی خوشحال مملکت انڈونیشیا کے شمال میں واقع ہے۔دو ریاستیں جزیرہ کلیمنتان میں ہیں،باقی گیارہ ریاستیں جزیرہ نما ملایا میں ہیں۔ملیشیا کا دارالحکومت کوالالمپور ملایا میں ہے۔ملایا پر انگریزوں نے 1786ء اور 1909ء کے درمیان قبضہ کیا تھا،انہوں نے جزیرہ نما ٹین اور لوہے کی کانوں کو ترقی دی اور ربڑ کی کاشت کو فروغ دیا۔اس مقصد کے لیے انہوں نے چینی باشندوں کو مزدور اور کاشتکار کی حیثیت سے درآمد کیا،یہ درآمد اس وسیع پیمانے پہ ہوئی کہ ملایا کی کئی ریاستوں میں چینی آبادکاروں کی تعداد ملایا کے اصل باشندوں سے زیادہ ہوگئی۔فلسطین کے بعد ملایا دوسرا ملک ہے جہاں برطانوی پالیسی کے نتیجے میں غیر ملکی آبادکاروں نے ملک کے اصل باشندوں کو اقلیت میں تبدیل کر دیا تھا۔انتخابات میں کامیابی کے بعد آزادی کے مطالبہ نے زور پکڑ لیا اور یہ مطالبہ جلد ہی منظور ہو گیا۔31 اگست 1957ء کو ملایا کو آزادی ملی اور برطانیہ نے ملایا کی بیرونی حملوں سے دفاع کی ذمہ داری قبول کر لی۔

برونئی Brunei

برونائی انڈونیشی جزیرہ کالی منتان کے شمال مشرق میں ملائیشیا کی ریاستوں صباح اور سارا واک کے درمیان واقع ہے،یہ سولہویں صدی میں ایک طاقت ور سلطنت تھی۔سولہویں صدی کے آخر میں اس کا زوال شروع ہو گیا اور انیسویں صدی میں کئی حصوں پر برطانیہ کا قبضہ ہو گیا اور بالآخر برونائی کی مملکت مختصر علاقے میں محدود ہو گئی۔1888ء میں برطانیہ نے ریاست کو اپنے زیر انتظام لے کر اسے برطانوی مملکت محروسہ قرار دے دیا اس وقت سے برطانیہ ریاست اور امور خارجہ کا ذمہ دار ہے۔نومبر 1971ء میں برطانیہ اور برونائی میں نیا معاہدہ ہوا جس کے تحت برونئی کو مکمل طور پر اندرونی خود مختاری مل گئی۔30 جون 1978ء کو لندن میں مذاکرات کے بعد اعلان کیا گیا کہ 1983ء میں برونئی کو آزادی مل جائے گی۔

کویت Kuwait

23 جنوری 1899ء کو برطانیہ اور کویت کے شیخ مبارک کے درمیان ایک معاہدہ ہو گیا جو خلیج فارس کی دوسری عرب ریاستوں سے کیے جانے والے معاہدوں کی طرح تھا،اس کے بعد کویت برطانوی تحفظ میں چلا گیا۔لیکن آئینی طور پر مصر کی طرح کویت پر بھی سلطنت عثمانیہ کی بالادستی قائم رہی۔پہلی جنگ عظیم چھڑنے پر برطانیہ نے کویت پر قبضہ کر لیا اس طرح کویت پر سے عثمانی بالادستی ختم ہو گئی۔برطانیہ نے اپنے زیر تحفظ کویت کو ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے تسلیم کر لیا۔

مصر Arab Republic of Egypt

اٹھارہویں صدی سے عثمانی ترکوں کا اقتدار کمزور پڑنے لگا اور عثمانی والی مصر کو نیم آزاد رکھنے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گئے۔اس دور میں فرانس نے نپولین کی قیادت میں 1798ء میں مصر پر قبضہ کر لیا لیکن فرانس کا تسلط دیرپا ثابت نہیں ہوا،کیونکہ ترک اور برطانوی فوجوں نے 1801ء میں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

انہیں مصر سے نکال دیا۔ عثمانی خلافت کی بالادستی اس وقت بھی قائم رہی جب 1882ء میں مصر پر انگریزوں نے قبضہ کیا اور یہ قبضہ 1922ء تک قائم رہا۔ برطانوی تسلط کے چالیس سالہ دور میں زیادہ توجہ مصر کے انتظامی اور مالی امور پر دی گئی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ برطانوی ہند کی طرح ان امور میں مصر کو بھی فائدہ پہنچا۔ 1902ء میں دریائے نیل پر اسوان بند تعمیر کیا گیا۔ مصر میں بھی زرعی پیداوار پر خصوصی توجہ دینے کا مقصد برطانیہ کے کارخانوں میں خام مال پہنچانا تھا لیکن اس سے ملک کی زرعی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ سیاسی معاملات میں بھی برطانیہ کی وہی پالیسی تھی جو ہندوستان اور اپنے دوسرے مقبوضات میں تھی، یعنی جیسے جیسے عوام میں سیاسی شعور پیدا ہوتا جائے ان کے مطالبات کو اہمیت دی جائے اور نمائندہ ادارے قائم کیے جائیں۔

1914ء میں جب پہلی عالمی جنگ شروع ہوئی اور برطانیہ اور سلطنت عثمانیہ ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو گئے تو برطانیہ نے ترکی سے مصر کا برائے نام آئینی تعلق بھی ختم کر دیا۔ برطانیہ نے مارچ 1922ء میں یک طرفہ طور پر مصر کی آزادی کا اعلان کر دیا اور 23 اپریل 1923ء کو نیا آئین نافذ کر دیا گیا۔

سوڈان Sudan , Country in North Africa

خلیفہ عبداللہ نومبر 1899ء میں شہید ہوا تو سوڈان پر مصری اور برطانوی تسلط قائم ہو گیا۔ کچز کی سرکردگی میں جو مصری فوج کا سردار کہلاتا تھا بلکہ سوڈان پر انگریزی تسلط کا پیش خیمہ تھا۔ 1924ء میں سوڈان کے انگریز گورنر جنرل کے قتل کے بعد مصر کا رہا سہا آئینی سہارا بھی ختم ہو گیا اور سوڈان براہ راست برطانیہ کے تسلط میں آ گیا۔ آزادی سے قبل سوڈانی باشندے دو گروہوں میں تقسیم تھے ایک گروہ مصر سے اتحاد کا حامی تھا اور دوسرا مکمل علیحدگی چاہتا تھا۔ پہلے گروہ کو اشقہ پارٹی کی حمایت حاصل تھی جبکہ دوسرے گروہ کے قائد مہدی سوڈانی کے صاحبزادے سر عبدالرحمن تھے۔ تاہم یکم جنوری 1956ء کو برطانیہ نے سوڈان کو آزاد کر دیا۔

صومالیہ Somalia, Country in East Africa

انیسویں صدی کے آخر میں صومالیہ کے مختلف حصوں پر مغربی اقوام نے قبضہ کر لیا۔ 1885ء میں ایک حصہ پر برطانیہ اور ایک حصے پر فرانس قابض ہو گیا اور انہوں نے اپنے اپنے مقبوضات کو برطانوی صومالی لینڈ اور فرانسیسی صومالی لینڈ کا نام دیا۔ 1887ء میں صومالیہ کے باقی حصے پر اٹلی نے قبضہ کر لیا اور اس کو اطالوی صومالی لینڈ کا نام دیا۔ یہ علاقے دوسری جنگ عظیم تک ان یورپی قوموں کے قبضے میں رہے، برطانیہ نے 26 جون 1960ء کو برطانوی صومالی لینڈ کو آزادی دے دی جس کے بعد برطانوی صومالی لینڈ اور اطالوی صومالی لینڈ ایک دوسرے میں ضم ہو گئے اور یکم جولائی 1960ء کو آزاد صومالیہ کی مملکت وجود میں آ گئی۔

جیبوتی Djibouti

جیبوتی خلیج عدن شمال مغربی کنارے پر صومالیہ اور اریٹیریا کے درمیان واقع ہے۔ فرانس نے اس علاقے پر انیسویں صدی کے آخر میں اس وقت قبضہ کیا تھا جب برطانیہ اور فرانس نے صومالی لینڈ کے دوسرے حصوں پر قبضہ کیا۔ یکم جنوری 1947ء کو فرانس نے جیبوتی کا درجہ نو آبادی سے بڑھا کر علاقہ کا کر دیا اور اندرونی خود مختاری دے کر ایک مجلس قانون ساز قائم کر دی۔ فرانس سے اس نئے تعلق کے بعد جیبوتی کو فرانسیسی پارلیمنٹ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

میں نمائندگی مل گئی اور جیبوتی کا نام بدل کر افارس اور اساس کا فرانسیسی علاقہ ہوگیا۔اس کے بعد 27 جولائی 1977ء کو جیبوتی آزاد ہو کر اقوام متحدہ اور عرب لیگ کا ممبر بن گیا اور آزادی کے بعد ملک کا نام جیبوتی رکھا گیا۔

لیبیا

Libia

لیبیا میں جب بنی حفص کا زوال ہوا تو اسپین نے تیونس اور اس کے معاملات میں مداخلت شروع کردی اور 1510ء میں فرڈینینڈ نے طرابلس فتح کرلیا اور اسکو مالٹا کے مسیحی نائیٹوں کے حوالے کردیا۔اس کے بعد عثمانی ترکوں نے ادھر کا رخ کیا اور 1551ء میں امیر البحر سنان پاشا نے طرابلس اور نیفاری کو عثمانی سلطنت کا ایک حصہ بنادیا۔ تین سال بعد جنوبی حصہ جو فنران کہلاتا ہے اپنے مقبوضات میں شامل کرلیا، عثمانی سلطنت جب تک قائم رہی اس کو طرابلس کے نام سے ہی پکارا جاتا رہا۔

تونس Tunisia

5341ء میں امیر البحر خیر الدین پاشا نے تونس کو فتح کرلیا لیکن اگلے سال حفصی سلطان نے پھر تونس پر قبضہ کرلیا۔1574ء میں تونس پر ترکوں نے مستقل قبضہ کرلیا اور یہ بالادستی 1881ء فرانس کے غلبے تک قائم رہی، 1881ء کو تونس کی حکومت کو قصر السعید کا معاہدہ کرنے پر مجبور کیا جس کے تحت تونس کو فرانس کا زیر حفاظت علاقہ قرار دیا گیا۔فرانس کے فوجی تسلط کے بعد تونس کے سیاسی، انتظامی اور معاشی ڈھانچے میں اسی قسم کی تبدیلیاں کی گئیں جو مصر میں ہوئی تھیں فرق صرف یہ تھا کہ مصر میں انگریز باشندوں کو آباد نہیں کیا گیا لیکن تونس کو فرانس نے حقیقی معنوں میں ایک فرانسیسی نوآبادی بنالیا تھا۔یوں فرانس کے سیاسی غلبے اور معاشی وسماجی لوٹ کھسوٹ نے تونس میں قومی تحریک کے لیے راہ ہموار کی۔20 مارچ 1956ء میں تونس کو آزادی مل گئی اور حبیب بورق پہلے وزیراعظم مقرر ہوئے۔

الجزائر کی ڈیموکریٹک جمہوریہ Algiria

1553ء میں امیر البحر خیر الدین باربروسا نے الجزائر کو فتح کرکے سلطنت عثمانیہ کا ایک حصہ بنادیا۔ یہاں سے الجزائر کے ترکی دور کا آغاز ہوا جو 1930ء تک قائم رہا۔21 جولائی 1830ء میں فرانس الجزائر شہر پر قابض ہوگیا۔دسمبر 1847ء میں امیر عبدالقادر الجزائری کے ہتھیار ڈالنے کے بعد ایک سال کے اندر اندر پورے الجزائر پر فرانس کا قبضہ ہوگیا اور اس کو نوآبادی یا مقبوضہ علاقہ قرار دینے کی بجائے فرانس کا صوبہ قرار دیا گیا تاکہ فرانسیسیوں کو آباد کیا جاسکے اور اس کی عرب حیثیت کو بدل کر اس کو فرانسیسی وطن بنادیا جائے۔فرانسیسیوں نے 1962ء تک یعنی اپنے سوسالہ دور حکومت میں الجزائر کی کایا پلٹ دی۔آزادی کی تحریکیں جنم لیتی رہیں اور پھلتی پھولتی رہیں اور بالآخر ستمبر 1959ء فرانس کے صدر ڈیگال نے الجزائر کی آزادی کا حق تسلیم کرلیا۔مارچ 1962ء کو مجاہدین اور فرانس کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ ہوگیا۔

المغرب Moroco

مراکش جس عہد قدیم میں مغرب اقصی کہا جاتا تھا اور آج مغرب کہا جاتا ہے۔پانچویں صدی ہجری میں مرابطین کو عروج حاصل ہوا جنہوں نے مراکش شہر آباد کیا۔ شمالی افریقہ کے ملکوں میں مراکش پر فرانس نے سب سے آخر میں قبضہ کیا۔1912ء مین اسپین نے شمالی مراکش اور فرانس نے باقی ملک پر اپنا قبضہ جمالیا۔فرانس نے اسی سال عبدالحفیظ کو معاہدہ پر مجبور کیا جس کے تحت مراکش کو تونس کی طرح فرانس کا ایک زیر حفاظت علاقہ Protectorate قرار دیا گیا تھا۔فرانس مراکش میں اپنے 44 سالہ دور حکومت میں جس پالیسی پر عمل پیرا رہا وہ تونس اور الجزائر میں اس کی پالیسی سے مختلف نہیں تھی۔ مراکش میں غیر ملکی تسلط کے خلاف پہلی مزاحمت شمالی مراکش میں ریف کے پہاڑی علاقے میں شروع ہوئی،

حرف و سخن
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

آزادی کی تحریک حقیقی معنوں میں 1943ء میں شروع ہوئی جب احمد بالا فرج نے دسمبر 1943ء میں مقام طنجہ پر حزب استقلال قائم کی۔ 2مارچ 1956ء میں مراکش کی آزادی تسلیم کرلی گئی اور مراکش پر فرانس کی اس بالادستی کا خاتمہ ہوگیا جو 1912ء سے چلی آرہی تھی۔

موریتانی Mauritania

انیسویں صدی کے نصف آخر میں جب فرانس نے مغربی افریقہ کے ملکوں پر قبضہ کرنے کی مہم شروع کی تو موریتانیا بھی فرانس کی جارحانہ کاروائیوں سے نہ بچ سکا اور فرانس نے آہستہ آہستہ پورے ملک پر قبضہ کرلیا اور 1903ء میں موریتانیا کو فرانسیسی محروسہ مملکت قرار دے دیا۔ 1920ء میں فرانس نے موریتانیا کو نوآبادی کا درجہ دیا۔ فرانسیسی دور میں موریتانیا انتظامی لحاظ سے فرانسیسی مغربی افریقہ کا ایک حصہ تھا اور ایک گورنر جنرل کے تحت تھا جس کا صدر مقام سینے گال کا شہر ڈاکر تھا۔ 1965ء میں موریتانیا نے فرانسیسی دولت مشترکہ کو چھوڑ دیا اور 1973ء میں فرانسیسی سکہ فرینک کے حلقہ سے باہر آگیا۔

جمہوریہ سینے گال Senega

یورپ کی قوموں میں سب سے پہلے پرتگالی 1444ء میں سینے گال پہنچے، انہوں نے مقامی باشندوں کو عیسائی بنانے کی کوشش کی اور غلاموں کی تجارت کو وسیع پیمانے پر رواج دیا۔ دو سال بعد 1645ء میں فرانسیسی آگئے اور انہوں نے دریائے سینے گال کے دھانے پر اس جگہ جہاں بعد میں سینٹ لوئی کا شہر آباد ہوا ایک فیکٹری قائم کی۔ 28ستمبر 1958ء کے استصواب رائے نے نئے فرانسیسی آئین کے حق میں رائے دی اور اس طرح کامل آزادی کے مقابلے میں فرانسیسی اتحاد میں رہ کر اندرونی خود مختاری کو ترجیح دی۔ اس سال 25نومبر کو سینے گال خود مختار جمہوریہ بن گیا۔

جمہوریہ مالی Mali

1591ء میں مالی پر مراکش کا قبضہ ہوگیا، لیکن یہ اقتدار زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ 1946ء میں نئے فرانسیسی آئین کے تحت مغربی افریقہ کی آٹھ نوآبادیوں میں علاقائی اسمبلیاں قائم کی گئیں اور ان کو محدود اختیارات دیے گئے۔ فرانسیسی سوڈان میں ایک خود مختار حکومت قائم کی گئی لیکن مالی نے فرانس سے تعلق ختم نہیں کیا بلکہ فرانسیسی اتحاد میں رہ کر خود مختاری حاصل کرنا پسند کیا۔ مغربی سوڈان نے سینے گال سے مل کر ایک وفاق بنانے اور فرانس سے بالکل آزادی حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور نئے وفاق کا نام مالی رکھا گیا۔ 21جون 1960 میں مالی نے مکمل آزادی حاصل کرلی۔ لیکن یہ وفاق آزادی کے صرف دوماہ تک قائم رہ سکا۔ فیڈریشن ٹوٹنے کے بعد سوڈان نے مالی نام اختیار کرلیا۔

گنی Guinea

مملکت گنی کی شمالی حدود مالی اور سینی گال سے ملتی ہیں اور جنوب میں لائبیریا، سیرالیون اور بحراوقیانوس واقع ہے۔ انیسویں صدی میں حاجی عمر تجانی اور امام صمد کی کوششوں سے گنی کے مظاہر پرست باشندے ہزاروں کی تعداد میں اسلام لے آئے کہ فرانسیسی فوجیں گنی میں داخل ہو گئیں۔ فرانسیسی جب 1881ء میں فوتاجلون کے پہاڑی علاقے پر قابض ہوئے تو 1893ء میں دارالحکومت بساندو گو پر قبضہ کرلیا۔ گنی کی عوام ساٹھ سال فرانس کی غلامی میں رہی ستمبر 1958ء میں جنرل ڈیگال نے اعلان کیا کہ افریقہ کا وہ علاقہ جو استصواب میں مجوزہ فرانسیسی آئین کو رد کر دے گا تو وہ خود بخود آزاد ہو جائے گا گنی نے اس سے فائدہ اٹھایا اور آزادی کا اعلان کردیا۔

گیمبیا The Gambia

دریائے گیمبیا کی وادی کا نام ہے جو تین طرف سے سینی گال سے گھری ہوئی ہے۔ برطانوی تاجروں نے جو غلاموں کی تجارت کیا کرتے تھے سترہویں صدی میں دریائے گیمبیا کے دھانے پہ مختلف مراکز قائم کر لیے تھے۔ غلاموں کی تجارت کا یہ سلسلہ انیسویں صدی کے آغاز تک جاری

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

رہا۔1807ء تک یہاں کا انتظام سیر الیون کی برطانوی نو آبادی سے ہوتا تھا۔1843ء میں گیمبیا کو الگ کر کے تاج برطانیہ کی نو آبادی کا درجہ دے دیا گیا۔ لیکن 1866ء میں اسے مغربی افریقہ کے برطانوی مقبوضات سے ملحق کر دیا گیا، بائیس سال بعد دسمبر 1888ء میں پھر تاج برطانیہ کی نو آبادی بنا دیا گیا۔18 فروری 1965ء کو نئے الفاظ کے آئین کے ساتھ گیمبیا نے آزادی حاصل کر لی لیکن ملک برطانوی دولت مشترکہ میں شامل رہا ۔1970ء میں گیمبیا برطانوی دولت مشترکہ کے اندر جمہوریہ بن گیا۔

نائیجر Niger

انیسویں صدی میں نائیجر کے ایک حصے پر سوکوٹو کے فولانی خاندان کا اقتدار قائم ہو گیا۔انیسویں صدی کی آخری دہائی میں اور 1900ء کے اختتام پر نائیجر پر بھی قبضہ کر لیا ۔ 1904ء میں افریقہ کے دوسرے مقبوضات کی طرح فرانس نے نائیجر کو بھی اپنی نو آبادی قرار دے دیا۔ 3 اگست 1960ء کو نائیجر نے فرانس سے آزادی کا اعلان کر دیا۔

چاڈ Chad

نائیجر، گنی اور افریقہ کے کئی دوسرے ملکوں کی طرح چاڈ بھی ایک ملک ہے جو اس علاقے پر فرانس کے قبضے کے بعد وجود میں آیا۔فرانس نے اس علاقے پر اسی صدی میں قبضہ کیا اور یہ فرانسیسی استوائی افریقہ کہلاتا تھا یہ رقبے اور آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑی فرانسیسی نو آبادی تھی۔مارچ 1959ء میں چاڈ کو اندرونی آزادی ملی اور 11 اگست 1960ء کو مکمل آزادی مل گئی۔آزادی کے بعد اقتدار عیسائی اقلیت کے ہاتھ میں آ گیا۔

نائیجیریا

Nigeria

انیسویں صدی میں جنوب کے ساحلی علاقے کو چھوڑ کر باقی نائیجیریا فولانی قبیلے کی مختلف ریاستوں میں تقسیم تھا۔انگریزوں نے 1903ء میں پورے نائیجیریا پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ 1964ء نائیجیریا کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے لیکن نائیجیریا کی آزادی کا سورج تب طلوع ہوا جب یکم اکتوبر 1960ء کو نائیجیریا کو ایک جمہوریہ قرار دے دیا گیا۔

جنوبی یمن People's Democratic Republic of Yemen

یہ یمن کے جنوب مشرق میں عرب کے جنوبی ساحل پر واقع ہے۔یہ عہد قدیم میں حضر موت کہلاتا اور یمن ہی کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔انیسویں صدی میں برطانوی تسلط سے پہلے یہاں کئی خود مختار حکومتیں قائم تھیں۔ برطانیہ نے 1839ء میں عدن پر قبضہ کر لیا اور انتظامی لحاظ سے اپنے نئے مقبوضات کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ایک عدن اور دوسرا ممالک محروسہ۔عدن بحیرہ عرب کے علاقہ میں برطانوی فوجوں کا مرکز تھا لیکن برطانوی حکومت جو بتدریج اپنے مقبوضات سے دست بردار ہوتی جا رہی تھی جنوبی یمن کو 1968ء میں آزادی دینے کا اعلان کر دیا لیکن سیاسی جماعتوں نے آزادی کے لیے برطانیہ سے مذاکرات کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ انقلاب کے ذریعہ سیاسی تبدیلی لانے کی حامی تھیں۔

مملکت عمان Oman , Country in the Middle East

عمان جو پہلے مسقط کہلاتا تھا عرب کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔تاریخی طور پر عمان کبھی بیرونی اثر سے آزاد ہو جاتا اور کبھی اس پر ایران کی بالادستی قائم ہو جاتی۔جب یورپ نے ہندوستان کا بحری راستہ دریافت کر لیا تو پرتگالیوں نے عمان پر حملے شروع کر دیے اور 1508ء میں مسقط پر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

قبضہ کر لیا۔ شہر کو جلا کر خاک کر دیا قلعہ تعمیر کیا اور اپنا بحری اڈہ قائم کر لیا۔1650 میں مقامی عربوں نے پرتگالیوں کو نکال دیا اور ان کے تعاقب میں مشرقی افریقہ تک پہنچ گئے۔ سترہویں صدی میں عمان کے بحری بیڑے نے پرتگالیوں سے کامیاب جنگیں کیں۔ 1741ء میں ایرانیوں نے آخری مرتبہ عمان پر قبضہ کیا لیکن مسقط کے حکمران احمد بن سعید نے تین سال بعد ہی ان کو نکال باہر کیا۔ عمان اگرچہ ہمیشہ سے ایک آزاد مملکت رہی ہے لیکن انیسویں صدی سے اس پر برطانیہ کا اثر رہا گوادر کا علاقہ بھی عمان کے قبضے میں تھا جو 8 ستمبر 1958ء کو عمان نے پاکستان کو واپس کر دیا۔

متحدہ عرب امارات United Arab Emirates

یہ ریاستیں جن کے نام فجیرہ، راس الخیمہ، عجمان، شارجہ، ام القوین، دبئی اور ابو ظہبی ہیں، انیسویں صدی میں برطانیہ کے زیر اثر آ گئیں تھیں۔ جنوری 1968ء میں برطانیہ نے اعلان کیا کہ وہ 1971ء تک خلیج فارس کے علاقے سے اپنی فوجیں واپس بلا لے گا۔ یہ ریاستیں چونکہ بہت چھوٹی تھیں، ان ریاستوں کے حکمرانوں نے فیصلہ کیا جس کا ایک جھنڈا ایک سکہ اور ایک ترانہ ہو اور ڈاک کا مشترکہ نظام ہو۔

قطر Qatar

متحدہ عرب امارات کی ریاستوں کی طرح قطر کے تعلقات بھی ایک معاہدے کے ذریعہ برطانیہ سے قائم تھے۔ یہ معاہدہ 3 نومبر 1916ء کو کیا گیا تھا۔ پہلے پہل قطر نے متحدہ عرب امارات کے وفاق میں شامل ہونے کی کوشش کی لیکن بعد میں یہ فیصلہ بدل دیا اور یکم ستمبر 1971ء کو ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے رہنے کا فیصلہ کیا۔ 21 ستمبر 1971ء کو قطر اقوام متحدہ کا رکن بنا لیا گیا۔

عرب میں برطانوی مقبوضات British Raj in Arab

جزیرہ نمائے عرب میں بحیرہ عرب، خلیج فارس، خلیج عمان اور خلیج عدن کے ساحلوں کے ساتھ ساتھ کویت، بحرین، قطر، مسقط، عمان مشرقی عدن اور مغربی عدن متعدد عرب ریاستیں واقع ہیں۔ پندرہویں صدی کے آخر اور سولہویں صدی کے آغاز میں جغرافیائی دریافتوں نے یورپینز کے لیے اپنے علاقوں کی توسیع کا میدان قرار دیا مشرقی عرب کے ساحلوں پر سولہویں صدی کے آغاز میں ہی پرتگالیوں کی حکومت قائم ہو گئی تھی جس کا خاتمہ 1650ء میں ہوا۔ اس کے بعد اس علاقے میں متعدد آزاد ریاستیں وجود میں آئیں جن میں سے عمان و مسقط بھی ہے لیکن روز افزوں ترقی کی وجہ سے یہ علاقہ برطانیہ کی توجہ کا مرکز بن گیا اور 1797ء میں عمان کے حکمرانوں نے برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا لیکن اس سے بھی بہت پہلے 1800ء میں مستقل قیام کے لیے ایک برطانوی افسر کا تقرر کیا گیا اسی کے بعد مسقط اور دوسرے علاقوں پر برطانوی قبضہ اور حکومت کی ابتداء ہو گئی۔ لڑاؤ اور حکومت کرو پر مبنی برطانوی اصول یہاں بھی کارآمد آ گیا۔ مسقط، قطر اور دوسری ریاستوں کے تعلقات کشیدہ ہو گئے اور انیسویں صدی کے آخر تک برطانیہ اپنا حاکمانہ اقتدار قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

سنگاپور Singapore

سنگاپور ایک جزیرہ ہے جو ملایا کے انتہائی جنوب میں واقع ہے اور برطانیہ کا نو آبادیاتی ہے۔ اسے اگست میں برطانوی دولت مشترکہ کے اندر آزادی حاصل ہوئی۔ دوسری جنگ عظیم کے فوراً بعد برطانیہ کی نو آبادیاتی حکومت نے اسے باقی ماندہ علاقے سے علیحدہ کر دیا۔

ہانگ کانگ Hong Kong

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ہانگ کانگ نوآبادی اور پٹے پہ لیا ہوا نیوٹریٹی ہے۔ اس پر 1841ء میں برطانیہ کا قبضہ ہو گیا۔ انیسویں صدی میں امریکہ کے ماسوا باقی دنیا پر یورپ کا قبضہ ہو چکا تھا۔ ایشیا کی بڑی بڑی سلطنتیں مٹ چکی تھیں اور مشرق میں صرف جاپان قوت حاصل کر رہا تھا۔ برطانیہ سارے ہندوستان پر غالب آچکا تھا۔ شمالی ایشیا زار کی سلطنت میں داخل ہو چکا تھا، عثمانیوں کی وسیع و عریض سلطنت مٹ رہی تھی۔ ترکی کو یورپ نے مرد بیمار کا نام دے رکھا تھا اور ایران کو روس اور برطانیہ نے اپنے اپنے مفادات کے لیے تقسیم کر رکھا تھا۔ افغانستان اگرچہ آزاد تھا لیکن برطانیہ کے زیر اثر تھا۔ افریقہ میں صرف مصر ہی ایک قابل ذکر ملک تھا لیکن اسے بھی آزادی نصیب نہیں تھی یورپ اپنی مصنوعات کی کھپت کے لیے منڈیاں اور ان منڈیوں سے خام پیداوار چاہتا تھا۔ اس صنعتی اور مشینی انقلاب نے سرمایہ دارانہ تہذیب پیدا کی۔[18]

خلاصہ بحث

نوآبادیات کا نظریہ ایک طاقتور ملک کی جانب سے اپنی سرحدوں سے باہر کسی کمزور ملک کی حکومت کو ختم کر کے وہاں اپنی حکومت قائم کرنے، مقامی لوگوں کے حقوق کا استحصال کر کے اپنی معیشت کو مضبوط کرنے کے عمل کو بیان کرتا ہے۔ یہ عمل کسی طاقتور قوم کے ذریعہ کسی کمزور قوم پر غلبہ پانے اور اس کے وسائل کو اپنی مرضی سے استعمال کرنے کو جائز سمجھنے سے منسلک ہوتا ہے۔ استعماریت کی مثال یورپی طاقتوں کی جانب سے دنیا کے مختلف علاقوں میں معیشتی اور عسکری فوائد کے حصول کے لیے یورپ سے باہر سکونت اختیار کرنے میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اگرچہ نوآبادیات اور استعماریت ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، لیکن یہ ایک ہی چیز نہیں ہیں۔ استعماریت تو نوآبادیات کا نتیجہ ہو سکتی ہے، لیکن دونوں کے درمیان ہمیشہ ایک ساتھ ہونا ضروری نہیں ہے۔ استعماریت عموماً قرون وسطی کی پیداوار ہوتی ہے، جبکہ نوآبادیات جدید دور کی پیداوار ہے۔ عہد وسطی میں اقتصادی نظام جاگیرداری پر مبنی تھا جبکہ جدید دور کا نظام سرمایہ داری پر مبنی ہے۔ دونوں نظاموں میں قدروں، اخلاقیات، اصولوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ دونوں نظاموں میں دولت کا ارتکاز اعلی طبقات میں ہوتا ہے جو محنت کشوں کی کمائی پر ٹیکس لگا کر یا انہیں براہ راست لوٹ کر دولت اکٹھا کرتے ہیں۔ نوآبادیات میں کالونی کے قیام سے طاقتور ممالک کے سرمایہ دارانہ اقدار کو فروغ دیا جاتا ہے اور دولت میں مسلسل اضافہ کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس، قرون وسطی کے دور میں شہنشاہوں کی طرف سے دولت کی شاہانہ تقسیم کی جاتی تھی، جبکہ نوآبادکار اپنے وسائل کی قلیل مدتی عیاشی میں کمی کرتے ہیں۔ عہد وسطی کے استعمار میں مراتب، وقار، شہرت کی جستجو کو مرکزی حیثیت دی جاتی ہے، جبکہ دولت کو ثانوی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ نوآبادیاتی نظام میں یہ ترجیحات الٹ ہوتی ہیں اور دولت کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

[18] ۔ مبارک علی، امپیریلزم کیا ہے، نگارشات، لاہور، صفحہ 20-35